Al-Milal (January-June 2026)
Vol. 8, No. 1 ISSN: 2663-4392

معاشرے کے منظم جرائم کی روک تھام کے لیے اسلامی سزاؤں کا کردار

The Role of Islamic Punishments in Preventing Organized Crime in Society

Hidayat Ullah[1]
Muhammad Ishaq Alam[2]

Abstract: Organized crime poses a significant threat to social stability, public security, and the rule of law. Crimes such as financial fraud, terrorism, human trafficking, theft, and murder not only cause individual and material harm but also undermine social harmony and public confidence in legal institutions. Effective prevention of such crimes therefore requires a comprehensive legal framework that combines deterrence, justice, accountability, and social reform. Within the Islamic legal tradition, the penal system encompasses *Ḥudūd, Qiṣāṣ*, and *Taʿzīr,* each serving distinct but complementary purposes within Islamic law's broader objectives. This study examines the role of Islamic punishments in preventing organized crime, with particular emphasis on the underlying philosophy of Islamic penal legislation. It explores how the principles of justice, deterrence, accountability, rehabilitation, and moral reform help protect individuals and society. The study also highlights the preventive and reformative dimensions of Islamic punishments, arguing that their purpose is not merely punitive but also includes protecting fundamental rights, preventing harm, restoring justice, and promoting social order. Drawing on relevant Qurʾānic injunctions, Prophetic traditions, classical Islamic jurisprudence, and selected historical examples, the study argues that the Islamic penal framework seeks to balance the rights of victims, offenders, and the wider community. It concludes that, when understood and implemented within their proper legal, evidentiary, and ethical framework, Islamic punishments constitute part of a broader system of crime prevention and social protection. The study therefore advocates a balanced approach to criminal justice that integrates deterrence, accountability, rehabilitation, and the preservation of social peace.

Keywords: Organized Crime, Islamic Punishments, *Ḥudūd, Qiṣāṣ, Taʿzīr*, Crime Prevention, Justice, Social Order

---

[1] Ph. D, Research Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi, hidayatullah@uoli.edu.pk
[2] Assistant Professor, Department of Usool-ud-Din, University of Karachi, Karachi, ishaqalam@uok.edu.pk

تمہید

کسی بھی معاشرے کا امن و سکون قسم ہائے جرائم سے پامال ہوا ہے اور یہ ایک سنگین مسئلہ بنتا جارہا ہے۔اس ضمن میں مختلف تہذیبوں اور معاشروں نے بقدر ضرورت موافق قوانین اور سزاء وجزاء کا نظام وضع کیا ہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ان سب میں زیادہ مؤثر اور جامع نظام، شریعتِ اسلام ہے۔ شریعتِ اسلام نے سزاء وجزاء کا بہترین نظام پیش کیا جس ذریعے جرم کی یقینی روک تھام کے ساتھ ساتھ مجرم کی اصلاح اور معاشرتی امن کی بقاء کے لیے سب سے موزوں قوانین وضع کیے۔معاشرتی امن و سکون دراصل ہر معاشرے کی اولین ترجیح رہی ہے تو معاشرتی اقدار، تحفظ مال وجان وعزت نفس،اور سماجی نظم وضبط کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی شریعت کے قوانین کا اجراء عملی ہو کیونکہ اسلام نے انسانی فطرت، سماجی انصاف، اور اخلاقی تربیت کے پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر قوانین وضع کیے۔

1. منظم جرائم کا تعارف

ایسے مجرمانہ اعمال جو کسی خاص منصوبہ بندی کے تحت انجام دیے جاتے ہیں اور ایک منظم گروہ ان مجرمانہ اعمال کے پیچھے اکثر سرگرم رہتا ہے۔ معاشرے کے امن، ترقی، اور خوشحالی کے لیے مہلک ثابت ہونے والے سرفہرست منظم جرائم میں قتل، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، منشیات کی تجارت، انسانی سمگلنگ، مالی بے ضابطگی، اور مالی فراڈ شامل ہیں۔

2. اسلامی سزاؤں کا تعارف

اسلام نے جرائم کی نوعیت اور ان کے اثرات کو مد نظر رکھتے ہوئے سزاؤں کا ایک جامع نظام دیا ہے جسے عام طور پر "حدود"، اور "تعزیرات" میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ سزائیں نہ صرف انصاف پر مبنی ہیں بلکہ ان کا مقصد مجرم کو باز رکھنا، جرم کی جڑ کو ختم کرنا، اور معاشرتی توازن کو قائم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ ''حد'' اسلامی قانون نے ایک شرعی سزاء مقرر کی گئی ہے جو ہر عالم، جاہل، دولتمند، غریب، شہری، دیہاتی، شرقی، غربی، شمالی، جنوبی اور الغرض تمام انسانوں کے لیے برابر ہے اس میں کمی بیشی حرام ہے۔ دوسری قسم "تعزیر" ہے جس کی مقدار شریعت کی طرف سے مقرر نہیں ہے جبکہ حاکم وقت کی رائے پر ہے کہ وہ جُرم کے موافق ایسی سزاء دے جس سے یہ جُرم اس سے بھی اور دوسروں سے بھی چھوٹ سکے۔ سزاء نہ ایسی ہلکی ہو کہ جس کے نفاذ سے فائدہ حاصل نہ ہو سکے اور وہ انسداد جرائم کی بجائے اشتداد جرائم کا ذریعہ بن جائے نہ ایسی سخت ہو کہ ظلم بن جائے جس کا معیار مقررہ حدود سے کم ہونا چاہیے چونکہ تعزیرات مختلف ہوتی رہتی ہیں، جُرم کی خفت وشدت اور مجرم کی حیثیت کے موافق جس صورت کی بندش متوقع ہوگی سو ہوگی جو کچھ دیر محبوس کرنے سے لے کر جلاوطنی اور قتل تک ہوگی۔

3. اسلامی سزاؤں کا فلسفہ

انسان کی روحانی، اخلاقی، اور سماجی اصلاح کے لیے اسلامی سزاؤں کا فلسفہ نہایت ہی موزوں اور متوازن ہے۔ اسلامی سزاؤں کے نفاذ کا مقصد صرف مجرم کی سزاء کی حد تک متعین نہیں ہے بلکہ پورے معاشرے کے امن وامان اور فلاح و بہبود کے لیے ضامن ہیں۔ ان سزاؤں کے مقاصد میں ایک پہلو مخلوقِ خدا میں خوف خدا کا پیدا کرنا اور گناہوں سے باز رکھنا مقصود ہے۔

1) جرائم کی روک تھام

جُرم کی روک تھام کے لیے یہ ضروری ہے کہ مجرم کو قابل عبرت سزاء دی جائے اور یہ عبرت ناک منظر مجرم ذہنیت رکھنے والے لوگوں کے اذہان میں ایک عرصے تک یا ہمیشہ کے لیے نقش ہوجائے تاکہ پھر دوبارہ جُرم کرنے کی جرأت کم یا نہ کی جائے۔ شاہدین بھی مجرم کی سزاء دیکھ کر جُرم سے باز رہتے ہیں۔

2) روحانی اصلاح

اللہ رب عزوجل نے انسان کے اندر نیکی اور بدی کی رغبت رکھ دی ہے۔ بعض انسانوں کی فطرت میں نیکی کی بجائے بدی کا غلبہ آجاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں جُرم پر اکساتا ہے۔ اور یہ بھی ایک انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنا پسندیدہ ذوق کا کام بار بار کرکے لذت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بدی کے ذوق کی وجہ سے وہ جُرم کرکے لذت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی سزائیں باطنی خرابیوں کے لئے مرہم کا کام کرتی ہیں۔ جب مجرم کو سرِعام رسواء ہوکر سزاء سہنا پڑتی ہے تو اس کا روح دوبارہ اس جُرم کا ارتکاب کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ لہٰذا حدود کا نفاذ افراد کی اصلاحِ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔

3) معاشرتی تحفظ اور قومی امن وسکون

اسلامی سزائیں معاشرتی تحفظ اور قومی امن و سکون کے لیے ضروری ہیں کیونکہ قتل و غارت گری، ڈاکہ زنی، لوٹ مار، چوری، زنا، اور دیگر سنگین جرائم معاشرے کے لیے ناسور ہیں۔ معاشرتی ترقی اور قومی امن و سکون تب ہی ممکن ہے جب لوگوں کو یہ خوف نہ ہو کہ کوئی ان کے خون پسینے کی کمائی چوری کرلے، یا گھر کے اندر یا باہر ان کے بیٹوں، بہوؤں، بیٹیوں، اور معصوم بچوں کو کوئی موت کے گھاٹ اتار دے یا اغواء کرلے، یا ان کی عفت و عصمت پر تہمت کا دھبہ لگا دے گا۔ لہٰذا عوام دلجمعی اور سکون کے ساتھ معاشرتی اور ملکی ترقی کے لیے اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔

4) فراہمی انصاف

اسلامی شریعت میں سزائیں انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہیں۔ جُرم کی نوعیت، شدت، اور کیفیت کے مطابق سزائیں متعین کی گئی ہیں۔ مثلاً قانونِ قصاص، جس میں یہ یقینی بنانا ہوتا ہے کہ مجرم کو اتنی سزاء ملے جتنا اُس نے نقصان پہنچایا ہے۔ قرآن مجید نے اس حکم کا ذکر یوں ذکر کیا ہے:

” وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔“ [1]

(اور ہم نے اس (تورات میں) ان کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت۔ اور زخموں کا بھی (اسی طرح) بدلہ لیا جائے۔ ہاں جو شخص اس (بدلے) کو معاف کر دے تو یہ اس کے لئے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ ظالم ہیں)

یعنی اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کی گئی ہے تو مظلوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اُتنی ہی تکلیف ظالم کو پہنچا دے جتنی اُس نے پہنچائی تھی، لیکن بدلہ لینے کی بجائے صبر کرنے اور معاف کرنے کی بڑی فضیلت سبحانہ وتعالیٰ نے بتائے ہے۔

” وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۔“ [2]

(اور جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔)

رحمت للعالمین ﷺ نے انصاف کرنے والے کو اللہ کے نزدیک بلند مقام رکھنے والوں میں شمار کیا ہے اور آخرت میں عظیم انعام کے حق دار ہو گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا۔“ [3]

(انصاف کرنے والے لوگ اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے۔ جو اپنے فیصلوں اور اپنے اہل وعیال کے بارے میں انصاف کرتے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ نے آگے آیت میں فرمادیا کہ ظلم اور زیادتی کرنے والے دردناک عذاب کے مستحق ہوں گے۔ لیکن اس پہلو کو آج کل نظر انداز کیا گیا ہے اور غیرت اس بات کو سمجھا جاتا ہے کہ جتنا ظالم کا نقصان کیا جائے وہ ہی کامیابی ہے اور سکون ہے۔

” اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔“ [4]

(الزام تو اُن پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] القرآن، 5:45

[2] القرآن، 42:41

[3] مسلم بن حجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، بیت الافکار الدولیۃ، ۱۴۱۹ھ / 1998ء، کتاب الامارۃ: باب فضیلۃ الامام العادل حدیث نمبر: 1827، ص: 763

[4] القرآن، 42:42

Al-Milal (January-June 2026)
Vol. 8, No. 1 ISSN: 2663-4392

" اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ "[1]

(ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب بنے گا۔)

5) معافی اور رحمت

جو لوگ اسلامی سزاؤں پر تنقید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلامی سزائیں انسانی قوانین کے خلاف ہیں اور ان میں بہت شدت پائی جاتی ہے تو ان کے لیے عرض یہ ہے کہ اسلامی سزاؤں میں تخفیف کا عنصر بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر معاف کرنے اور صلح کا راستہ اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس سے متعلق قرآن مجید میں سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۔ "[2]

(پھر جو کوئی معاف کر دے، اور اِصلاح سے کام لے تو اُس کا ثواب اللہ نے ذمے لیا ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔)

اسلامی سزاؤں میں رحمت اور تخفیف کے پہلو پر قرآن، حدیث، اور دیگر کتب سے مزید مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، جن میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ "[3]

(اور انہیں چاہئے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطائیں معاف بخش دے؟)

اگر گناہگار اور مجرم توبہ تائب ہو تو اللہ کی رحمت شامل حال ہوسکتی ہے، جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ "[4]

(یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔)

6) جرم کے اسباب

وہ عوامل جو معاشرت میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں اُن کو سمجھنا اور ختم کرنا لازمی ہے۔ جرائم کے اسباب میں بے روزگاری، مہنگائی، غربت، اخلاقی زوال، اور عدل و انصاف کی کمزوری جیسے عناصر شامل ہیں۔ جب معاشرے میں بنیادی ضروریات پوری نہ ہوں، تو لوگ کھانے کی چیزوں، ادویات، اور روزگار و دیگر مسائل کے حل کے لئے غیر قانون راستے اختیار کریں گے۔ اسلامی فلسفہ اور

---

1 مسلم بن حجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، بیت الافکار الدولیۃ، ۱۴۱۹ھ، 1998، حدیث: 2578، ص: 1040

2 القرآن، 40:42

3 القرآن، 22:24

4 القرآن، 53:39

Al-Milal (January-June 2026)
Vol. 8, No. 1 ISSN: 2663-4392

تعلیمات یہ ہیں کہ ان اسباب کو ختم کیا جائے جن کی وجہ سے معاشرہ بگاڑ کی طرف جاتا ہے، جیسے غربت کے خاتمے کے لیے زکوۃ اور صدقات، جہالت کی بیخ کنی کے لیے معیاری تعلیم تمام طبقوں میں یکساں، اور انصاف کی فوری فراہمی کے لیے عدلیہ کارگر ہے۔

الہامی تعلیمات اور بالخصوص قرآن وحدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق جرائم کے سدِباب کے لئے خوفِ خدا، اخلاقی تربیت، اور تقویٰ کو فروغ دینا سب سے اہم ہے۔ نیچے سطور میں قرآن اور حدیث سے خوفِ خدا، تقویٰ، اور اخلاقی تربیت کے حوالے سے الہامی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔"[1]

(اے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت صرف اسلام کی حالت میں آئے۔)

اور نبی کریم ﷺ نے بہترین انسان قرار دیا اُس شخص کو:

"إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا۔"[2]

(تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔)

قرآن وحدیث کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ خوفِ خدا، تقویٰ، اور بلند اخلاقیات معاشرتی اصلاح کے لیے لازمی ہیں تاکہ بااخلاق اور مصلح افراد کی وجہ سے معاشرہ کی اصلاح ہو سکے کیونکہ انسان کی روحانی اور اخلاقی تربیت معاشرے کے سماجی اور معاشی مسائل پر گہرے اثرات رکھتی ہے۔ ایک پُرامن اور متوازن معاشرہ وجود میں آئے گا جب جرائم کا خاتمہ ہو گا۔

7) عبرت کے عنصر

اسلامی سزائیں مجرم کے ساتھ ساتھ دیگر افراد کے لیے بھی عبرت کا باعث بنتی ہیں۔ مثلاً چوری کی سزاء کے طور پر ہاتھ کاٹنے کی سزاء سخت معلوم ہوتی ہے، لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس انجام سے ڈریں اور چوری سے باز رہیں۔

8) جامع نظام عدل

اسلامی سزاؤں کا نفاذ ایک مکمل عدالتی نظام کے تحت ہوتا ہے، جہاں جرم ثابت ہونے کے لیے گواہوں، شواہد، اور مکمل تحقیقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کسی بھی سزاء کے نفاذ سے پہلے اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ مجرم کو مکمل انصاف ملے۔

---

1 القرآن، 102:3

2 ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی البخاری، صحیح البخاری، دارالعلم، ممبئی، ترجمہ و تشریح: مولانا محمد داؤد دراز، سن اشاعت: ستمبر 2012، حدیث نمبر: 3559، باب حسن الخلق، کتاب المناقب، ص: 49، ج: 5

Al-Milal (January-June 2026)
Vol. 8, No. 1 ISSN: 2663-4392

9) عادلانہ نظام

اسلام کے حدود و تعزیرات کے نفاذ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ عدل و انصاف کے قیام میں مساوات کو یقینی بناتی ہیں۔اسلام کے متبعین نے ان پر عمل درآمد کے اصولوں کو واضح کیا ہے۔ قرآن کریم منبع ہے تمام اصولوں کا۔

10) قتل اور فسادفی الارض کی روک تھام

"وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔"[1]

(اور اے عقل رکھنے والو! تمھارے لئے قصاص میں زندگی ہے اُمید ہے کہ تم (اس کی خلاف ورزی سے) بچو گے۔)

" اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔"[2]

(جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے لڑتے اور فساد کی غرض سے ملک میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں، ان کی سزاء تو بس یہی ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر دیئے جائیں یا ان کو سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے (یعنی دایاں ہاتھ تو بایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ تو دایاں پاؤں) کاٹ ڈالے جائیں یا ان کو جلاوطن کر دیا جائے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب تیار ہے۔)

11) چوری اور مالی فراڈ کی روک تھام

چوری اور مالی بے ضابگی وہ معاشرتی سنگین جرائم ہیں جو افراد، معاشرتی استحکام، اقتصادی نظام، اور امنِ عامہ کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔اسلام نے ان جرائم کی روک تھام کے لئے واضح احکامات وضع کئے ہیں، جیسے چوری کے جُرم پر ہاتھ اور پاؤں بر خلاف کاٹنے کی سزاء مقرر کی گئی ہے، اور یہ یقیناً اس جُرم کے سدباب کے لئے ایک مؤثر ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔"[3]

(اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، تاکہ ان کو اپنے کئے کا بدلہ ملے، اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزاء ہو، اور اللہ صاحبِ اقتدار بھی ہے صاحبِ حکمت بھی۔)

مالی فراڈ جیسے رشوت، سود، اور دھوکہ دہی معاشرے کے لئے ناسور کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس کے خلاف بھی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اسی طرح زناکاری، شراب نوشی، چوری کرنا، اور لوٹ مار کے بارے نبی کریم ﷺ کی سخت وعید ہے۔اس سے بڑا

---

[1] القرآن، 179:2

[2] القرآن، 34,33:5

[3] القرآن، 38:5

Al-Milal (January-June 2026)
Vol. 8, No. 1 ISSN: 2663-4392

خسارہ اور ہو نہیں سکتا ہے

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔" [1]

(زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ شراب پینے والا جب شراب نوشی کرتا ہے تو ایماندار نہیں رہتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا اور لوٹنے والا جب کوئی ایسی چیز لوٹتا ہے جس کی طرف لوگ آنکھ کو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔)

جرائم اور حدود سے متعلق امام ابن تیمیہ اپنی تصنیف "السیاسۃ الشرعیۃ" میں لکھتے ہیں کہ؛

جرائم کی روک تھام سخت سزاؤں سے زیادہ عدل وانصاف کے قیام اور بنیادی ضروریات کی تکمیل پر منحصر ہے۔

12) منشیات اور سمگلنگ کے خلاف اقدامات

" يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [2]

(اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوے کے تیر، یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے بچو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔)

" اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔" [3]

(شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے درمیان دُشمنی اور بغض کے بیج ڈال دے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے، اب بتاؤ کہ کیا تم (ان چیزوں سے) باز آجاؤ گے؟)

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"لَا يَزَالُ العَبْدُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يَشْرَبِ الخَمْرَ، فَإِذَا شَرِبَهَا خَرَقَ اللَّهُ عَنْهُ سِتْرَهُ، وَكَانَ الشَّيْطَانُ وَلِيَّهُ وَسَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَرِجْلَهُ، يَسُوقُهُ إِلَى كُلِّ شَرٍّ، وَيَصْرِفُهُ عَنْ كُلِّ خَيْرٍ۔" [4]

(بندہ جب تک شراب نہیں پیتا، دین کے پردے اور لباس میں رہتا ہے، پھر جب وہ پی لیتا ہے

---

1 مسلم بن حجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، بیت الافکار الدولیۃ، ۱۴۱۹ھ / 1998ء، کتاب الایمان۔ حدیث نمبر: 57، ص: 54

2 القرآن، 90:5

3 القرآن، 91:5

4 مسلم بن حجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، بیت الافکار الدولیۃ، ۱۴۱۹ھ / 1998ء، حدیث نمبر: 3371، ص: ۔۔

تو اللہ اس کا پردہ چاک کر دیتا ہے، پھر شیطان اس کا دوست ہی نہیں، بلکہ اس کا کان، اس کی آنکھ، اس کا پیر بن جاتا ہے، اسے ہر شر کی طرف سے کھینچ کر لے جاتا ہے اور اسے ہر خیر سے روک دیتا ہے۔)

شراب، منشیات اور تمام نشہ آور چیزوں کے استعمال کو شریعت اسلام میں حرام، ناپاک اور مہلک اس لئے بتایا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ انسان انسانیت کے جامے سے باہر آجاتا ہے اور پھر وہ سب کچھ کر گذرتا ہے جس سے انسانیت اور شرافت شرم سار ہو جائیں، ہمارے موجودہ سماج میں منشیات کا استعمال تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے اور خاص طور پر نوجوانوں کا طبقہ اس لت میں بری طرح مبتلا ہوتا جارہا ہے اور ہر آنے والا دن اس لعنت کے گراف کو بڑھاتا جا رہا ہے۔ صورت حال اس قدر تشویشناک ہے کہ ہزار ہا ہزار گھر تباہی کے دہانے پر ہیں، خاندان بکھر رہے ہیں، طلاق کی شرح بڑھتی جارہی ہے، اخلاقی بے راہ روی عام ہوگئی ہے، اور امت کے مستقبل کے معمار جوان اپنا سب کچھ داؤں پر لگاتے جارہے ہیں اور انہیں اپنے طرز عمل کی ہولناکی اور سنگینی کا احساس تک نہیں ہے۔ اصلاح معاشرہ کے علم برداروں کی طرف سے اس مہلک لعنت کے خاتمہ کی جو کوششیں جس انداز اور پیمانے پر ہونی چاہئے تھیں، افسوس کا مقام ہے کہ اس حوالے سے کوئی منتظم اور منصوبہ بند تحریکی کام نہیں ہو پارہا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کوتاہی کی وجہ سے اس لعنت کو بہت فروغ مل رہا ہے اور اس کی شناعت اور زہرناکی کا احساس بھی ختم ہوتا جارہا ہے۔

شراب تمام فواحش اور خبائث کی جڑ اور اصل ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

”وَلا تَشْرَبِ الخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔“[1]

(شراب مت پیو، اس لئے کہ وہ شر کی کنجی ہے۔)

آج کل کے معاشرے میں نوجوان نسل سگریٹ کو فخریہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ سگریٹ میں کیفین CAFIN نامی ایک زہر ہوتا ہے جو سگریٹ نوش کو اندرونی طور پر کھوکھلا کر دیتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تمباکو کے مضر اثرات صحت کو بُری طرح برباد کر دیتا ہے اور وزارت صحت نے بھی سگریٹ کے ڈبیہ پر لکھ رکھا ہے کہ تمباکو نوشی صحت کے لئے مضر ہے لیکن پھر بھی اس کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ کیا سگریٹ نشہ آور ہے۔ بہر حال اس سے متعلق کہ سگریٹ تو سرے سے نشہ ہے ہی نہیں تو نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ:

”مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ۔“[2]

(جس کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہو جاتی ہے۔)[3]

---

[1] ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، مرکز البحوث وتقنية المعلومات، دار التاصیل، ۱۴۳۵ھ / 2014ء، باب الخمر مفتاح کل شر۔ حدیث نمبر: 3393، ص: 329

[2] ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۹ھ / 1998ء، حدیث نمبر: 3371۔

[3]

عصر جدید میں مختلف قسم کے نشہ آور آلات ایجاد ہوئے ہیں جس کی وجہ سے نادانستہ طور پر زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔ نادانستہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سگریٹ کی جگہ فلیور / شیشہ کا استعمال کیا جارہا ہے اور باقاعدہ نوجوان اس کے محافل منعقد کرتے ہیں جس میں چھوٹے بڑے سب اس لعنت میں مبتلا ہیں۔ کراچی میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ریسٹورانٹس میں اس پر پابندی عائد کر دی ہے لیکن اس کے باوجود اس کا استعمال جاری ہے اور اگر گرفتاری کا خوف ہو تو اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اس کو جیب میں بھی رکھ سکتے ہیں تاکہ چلتے پھرتے، محفل میں، سفر میں، الغرض ہر جگہ اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سفارشات

1. اسلامی سزاؤں کے نفاذ کے لئے عوامی آگاہی پیدا کی جائے۔ یہ اس لئے بہت اہم اور ضروری ہے کہ اسلامی سزاؤں سے متعلق یہ تصور قائم نہ ہو کہ اسلامی سزائیں سخت، غیر انسانی اور محض انتقام کی وجہ سے دی جاتی ہیں۔
2. عدالتی نظام کو شریعت کے اصولوں کے مطابق بنایا جائے۔
3. معاشرتی اصلاح اور تعلیم کو فروغ دیا جائے تاکہ جرائم کی جڑوں کو ختم کیا جاسکے۔
4. اسلامی قوانین کے عملی نفاذ کے لئے جدید دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھا جائے۔